تعدّدِ ازواج کی راہ میں حائل اہم رکاوٹیں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کا حل

(ایک تجزیاتی مطالعہ)

Salient Hurdles in Polygamy and Their Solution in the Light of *Qur'ān & Hadith* (An Analytical Study)

ڈاکٹر سجیلہ کوثر*

انیلہ اسحاق**

Abstract

Polygamy is one of those principles of Islamic *Shari'ah*, which determine its philosophy of being an eternal and absolute religion. It is not new one; it has its traces in *Islām* for many centuries. *Qur'ān* and *Hadīth* are the origin of this principle and it is clear from both references that it is permissible with few *Shari'ah* restrictions. This practice has developed consensus upon it by practical examples of Companions of Muhammad (SAW) and pious people of that age. But unfortunately, now days, our society has mispainted this concept with many illogical arguments resulting as hurdles in practice of this concept. This paper will highlight three of those i.e. Social media, lack of knowledge of Islamic teachings and some laws of state and present their solution in the light of Islamic teachings.

Keywords: Polygamy, Hurdles, Social Media, Pakistani laws, *Qur'ān* & *Hadīth*.

تعدّدِ ازواج کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

صاحب لسان العرب کے مطابق تعدّدِ ازواج کے لغوی معنی عربی لغت میں 'عدد و تعاد' ہیں، اس کا مطلب ہے "عدد میں زائد ہونا"۔ اور "وَهُمْ يَتَعَادُونَ ويَتَعَدُّونَ عَلى عَدَدٍ"[1] ترجمہ:۔"وہ ایک خاص تعدد سے زائد ہیں"۔الزوج، شوہر ، بیوی،

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور۔

**ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور۔

جوڑے، ساتھی، کو کہا جاتا ہے۔ عربی لوگ کہتے ہیں کہ "وَاشْتَرَیْتُ زَوْجَیْ نِعَالٍ"،ترجمہ:"میں نے جوتوں کی جوڑی خریدی"اور "عندی زوجا حمام"،ترجمہ:" کبوتر کا ایک جوڑا میرے پاس ہے"۔زوج کی جمع ازواج ہے۔[2]

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن اپنی کتاب 'قانونی لغت' میں تعدّدِ ازواج کا اصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں کہ:

"تعدّدِ ازواج سے مراد ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا ہے"۔

تعدّدِ ازواج کو انگریزی زبان میں 'Polygamy' کہتے ہیں۔ جو کہ یونانی زبان کے لفظ 'Poly' جس کا مطلب ہے 'زیادہ' اور 'Gyny' جس کا مطلب 'بیوی یا عورت' ہے تو Polygamy سے مراد زیادہ بیویاں رکھنا ہے۔ تعدّدِ ازواج کے لیے Polygyny لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ بہت ساری بیویاں رکھنے والے مرد کو Polygyny کہا جاتا ہے اور جو عورت بیک وقت بہت سارے شوہر رکھتی ہو تو اس کو Polyandry کہا جاتا ہے۔[3]

مشہور ویب سائٹ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق:[1]

"Polygamy, marriage to more than one spouse at a time".[4]

یعنی "ایک وقت میں بہت سارے زوج رکھنا تعدّدِ ازواج کہلاتا ہے"۔

تعدّدِ ازواج کی دوسری تعریف درج ذیل ہے:

"The practice or custom of having more than
one wife or husband at the same time".[5]

ترجمہ:"ایک ہی وقت میں بہت سارے شوہر اور بیویاں رکھنے کا معمول اور دستور"۔

1 ۔ ابنِ منظور، محمّد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1990ء، باب 3 ص 283۔

2 ۔ بلیاوی، عبد الحفیظ، مصباح الغات، لاہور، المصباح، اردو بازار 1983ء، ص 350۔

3 ۔ تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، قانونی لغت، لاہور مکتبہ خیابان ادب، 1983ء، ص 390۔

4 https://www.britanica.com/topic/polygamy-marriage.

5 https/en.m.wikipedia.org/wiki/polygamy.

شریعتِ اسلامیہ اور تعدّدِ ازواج:

شریعتِ اسلامیہ میں تعدّدِ ازواج کی حیثیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ سورہ النساء کی آیت "**فَانكِحوا ما طابَ لَكُم مِنَ النِّساءِ مَثنىٰ وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ**"[6] ترجمہ "عورتوں میں سے جو تمہارے لیے جائز ہوں ان سے دو دو، تین تین، چار چار تک نکاح کرلو" اسی آیت مبارکہ کے اگلے حصّے میں اللہ تعالیٰ نے شرط بھی واضح کر دی ہے کہ:

"**فَإِن خِفتُم أَلّا تَعدِلوا فَوٰحِدَةً أَو ما مَلَكَت أَيمٰنُكُم ذٰلِكَ أَدنىٰ أَلّا تَعولوا**"۔[7]

اس آیت کا مفہوم ہے کہ اگر مرد کو اندیشہ ہو کہ وہ اپنی تمام بیویوں میں برابری کا معاملہ نہیں رکھ سکتا تو اس کے لیے ایک بیوی تک محدود رہنا ہی کافی ہے اور اگر اس کی ملکیت میں کوئی لونڈی ہے اس تک خود کو محدود رکھے ایسا کرنا مرد کے حق میں بہتر ہے بجائے اس کے کہ وہ کسی ایک بیوی کی طرف زیادہ جھک جائے۔

سورۃ النساء کی دوسری آیت میں اللہ کا فرمان عالی شان ہے کہ:

"**وَلَن تَستَطيعوا أَن تَعدِلوا بَينَ النِّساءِ وَلَو حَرَصتُم فَلا تَميلوا كُلَّ المَيلِ فَتَذَروها كَالمُعَلَّقَةِ وَإِن تُصلِحوا وَتَتَّقوا فَإِنَّ اللَّهَ كانَ غَفورًا رَحيمًا**"۔[8]

اس آیت کا مفہوم ہے کہ اگر مرد اپنی تمام بیویوں میں برابری کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا چاہے وہ کوشش بھی کرلے، اور ایسا نہ ہو کہ بالکل ہی ایک طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھڑ لٹکتی ہوئی چھوڑ دے اور اگر مرد اپنی اصلاح کرلے اور پرہیز گاری کو اپنالے تو بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

تعدّدِ ازواج کے متعلّق بیشتر احادیث مبارکہ ﷺ مروی ہیں۔ مضمون کی طوالت کے پیش نظر چند ایک مشہور و معروف احادیث ملاحظہ فرمائیے:

قبل از اسلام عرب میں چند زوجگی (Polygamy) کا رواج عام تھا۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ:

"**عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ وَلَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَسْلَمْنَ مَعَهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَخَيَّرَ أَرْبَعًا مِنْهُنَّ**"۔[9]

---

6 ۔ النساء 3:4۔

7 ۔ ایضاً۔

8 ۔ النساء 129:4۔

ترجمہ: "ابن عمرؓ سے روایت ہے غیلان بن سلمہ ثقفی کی جاہلیت میں دس بیویاں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ تمام بھی ان کے ساتھ اسلام لے آئیں تب نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان میں سے چار کا انتخاب کر لیں"۔

ایک اور روایت ہے کہ:

"عن الحارث بن قيس قال أَسْلَمْتَ و عِنْدِىْ ثَمَان نِسْوَة فَذَكَرْتُ ذَلکَ لِلنَّبِی ﷺ فَقَالَاِخْتَرْ مِنْهنَّ أَرْبعا"-[10]

ترجمہ: "حارث بن قیسؓ کے اسلام قبول کرنے کے وقت آٹھ بیویاں تھیں نبی ﷺ نے حکم دیا چار کے سوا سب کو جدا کر دیں"۔

چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔

نوفل بن معاویہ الرملیؒ بتاتے ہیں کہ قبول اسلام کے وقت میری پانچ بیویاں تھیں پھر میں نے اس کا تذکرہ محمد ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے حکم دیا: "فارق واحدة وأمسك أربعا" ۔ [11] ترجمہ: "روکے رکھو چار کو اور ایک کو جدا کر دو"۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍقَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لاَقَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً"-[12]

ترجمہ: "سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباسؓ نے پوچھا کیا تم نے نکاح کر لیا ہے میں نے جواب دیا نہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے شادی کر لو کیونکہ اس امت کے

---

9 ۔ترمذی، محمد بن عیسی، السنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی الرجل یسلم و عندہ عشر نسوۃ، مکتبہ دار الفکر بیروت، س۔ن، رقم الحدیث 1128۔

10 ۔ابو داود، سلیمان بن اشعث، السنن ابی داود، کتاب تفریع ابواب الطلاق، باب من اسلم وعندہ نساء اکثر من اربع او اختان، مکتبہ دار السلام، رقم الحدیث 2241۔

11 ۔ شافعی، محمّد بن ادریس، مسند الشافعی، کتاب النکاح، الباب الثالث فی الترغیب فی التزوج، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج 2، ص 16۔

12 ۔بخاری، محمّد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب النکاح، باب کثرۃ النساء، رقم الحدیث، 5069۔

بہترین شخص جو تھے محمد ﷺ ان کی بہت سی بیویاں تھیں بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اس امت میں اچھے وہی لوگ ہیں جن کی بہت عورتیں ہوں"۔

مندرجہ بالا مشہور ومعروف صحیح احادیث سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

تعدّدِ ازواج کے متعلق صحاحِ ستہ اور دیگر احادیث کی کتب میں بے شمار روایات وارد ہیں۔ قابل احترام محدثین نے تعدّدِ ازواج کی افادیت واہمیت کو سراہتے ہوئے احادیث کی کتب میں تعدّدِ ازواج کے متعلق باقاعدہ ابواب بندی کی ہے اور ان احادیث کی روشنی میں ایک عاقل بالغ اور باشعور مرد کو ایک وقت چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔

تعدّدِ ازواج پر اُمت مسلمہ کا اِجماع:

مرد ایک وقت میں چار شادیاں کر سکتا ہے اس بات پر اُمت مسلمہ کا ہمیشہ سے اجماع رہا ہے۔ **ابو عبد اللہ القرطبی**ؒ[13] لکھتے ہیں:

"وَهٰذَا كُلُّه جَهْل باللسان وَالَّيْسَةَ وَمُخَالَفَةٌ لِإِجْمَاعِ الأُمَّةِ إِذْ لَمْ يُسْمَعْ عَنْ أَحَدْ مِنَ الصَحَابَةِ وَلَا التَابِعِيْنَ أَنَّهُ لَاجَمْعَ فِيْ عِصْمَتِه أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ"۔ [14]

"یہ تمام لغتِ عرب وسنت سے لاعلمی کی وجہ سے ہیں اور اُمت کے اِجماع کے مخالف ہیں کیونکہ نہ کسی صحابی سے سنا گیا ہے اور نہ کسی تابعی سے کہ اس نے اپنے حرم میں چار سے زائد بیویاں جمع کی ہوں"۔

اس میں محترم جناب قرطبیؒ فرما رہے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ نو یا گیارہ شادیاں کر سکتے ہیں۔ اس پر آپؒ نے کہا ہے کہ چار سے زائد بیویوں کے بارے میں کبھی نہیں سنا گیا ہے نہ تو کسی صحابی نے چار سے زیادہ بیویاں رکھیں ہیں اور نہ کسی تابعی نے چار سے زیادہ بیویاں رکھیں ہیں۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ اجتماع امت کی مخالفت کرتے ہیں۔

شمس الدین السرخسیؒ[15] لکھتے ہیں :

---

13 ۔ آپ کا پورا نام امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح ابو عبد اللہ انصاری، خزرجی، قرطبی، اندلسی، مالکی ہے۔ آپ کی پیدائش 1214ء وفات 29 اپریل 1273ء یہ بہت بڑے عالم، مفسر فقیہ اور عربی زبان کے ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا وصال مصر میں بنی خصیب میں پیر کی رات نو شوال کو 671ھ بمطابق 1273ء میں ہوا۔

14 ۔ القرطبی، محمّد بن احمد، ابوعبد اللہ، تفسیر الجامع لاحکام القرآن، طبع ندارد، المجلد الخامس، ص 17 زیر آیت 4،3 ۔

15۔ شمس الائمہ سرخسی کا پورا نام ابو بکر محمد بن ابی سہل احمد الملقب بہ رضی الدین سرخسی ہے۔ آپ کا لقب برہان الاسلام بھی تھا۔ ولادت 400ھ بمطابق 1010ء یا 1009ء بمقام سرخس ہوئی۔ علم دین حاصل کرنے کے لیے شمس الائمہ عبد العزیز حلوانی سے حاصل کیا اور علوم وفنون میں اس

"وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بَعْدَهُ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا أَنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ نِكَاحًا"۔[16]

"رسول اللہ کی زندگی میں کسی ایک سے بھی منقول نہیں ہے اور نہ ان کے بعد آج تک ثابت ہے کہ کسی نے چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں جمع کیا ہو"۔

شمس الائمہ سرخسیؒ بھی انہی لوگوں کے بارے میں فرمارہے ہیں جو اجتماع امت کے مخالف ہیں۔ امام سرخسیؒ کے بقول محمد ﷺ کی حیات مبارک میں جب چار سے زائد شادیوں سے منع کر دیا گیا تھا تو اس دور سے لے کر آج تک کسی سے ثابت نہیں ہے کہ کوئی بھی اس اجماع کے خلاف چلا ہو۔

امام خازنؒ [17] لکھتے ہیں:

"وأَجْمَعَتْ الأُمَّةُ عَلَى أَنَّهُ لَايَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَزِيْدَ عَلَى أَرْبَعِ نِسْوَةٍ"۔[18]

"کسی کو جائز نہیں کہ وہ چار عورتوں سے زائد رکھے اور اُمت کا اس پر اجماع ہے"۔

قدر کمال حاصل کیا کہ جب ان کے استاد فوت ہوئے تو ان کی مسند پر بیٹھے۔ حصول علم کے لیے فرغانہ کے علاقے اوز جند میں تشریف لائے آپ بڑے حق گو تھے اس لیے آپ نے ایک کلمہ حق کا بادشاہ کو کہا جس سے وہ ناراض ہو گیا اور آپ کو شہر اوز جند میں ایک کنوئیں کے اندر قید کر دیا جس میں آپ مدت تک قید رہے اور آپ کے شاگرد کنوئیں پر بیٹھ کر آپ سے سبق پڑھتے اور جو آپ کنوئیں کے اندر سے کہتے وہ لکھ لیتے تھے شرح کتاب عبادات اور شرح کتاب الاقرار کو مجلس میں تصنیف کر کے شاگردوں سے لکھوایا۔ شمس الائمہ امام سرخسی کے دل کی خواہش تھی کہ امام حاکم شہید کی کتاب الکافی کی شرح لکھیں۔ چنانچہ انہوں اسی کنویں سے اپنی عظیم کتاب "المبسوط" املا کرانی شروع کی۔ یہ منفرد شاہکار اوز جند کے ایک گمنام کنویں نما قید خانے میں وجود میں آیا کہ تیس ضخیم جلدوں کی یہ کتاب املا کرادی۔ اس کتاب کو فقہ حنفی کے مستند ماخذ میں شمار کیا جاتا ہے۔ امام سرخسی 483ھ بمطابق 1096ء میں دمشق میں فوت ہوئے۔

16۔ السرخسی، شمس الدین، المبسوط، باب النکاح فی العقود المتفرقہ، المجلد الثالث جزء الخامس، طبع بیروت، ص 161۔

17۔ علاء الدین الخازن ان کا پورانام علاء الدين علي بن محمد بن ابراہیم بن عمر الشيحي المعروف امام خازن ہیں۔ خازن کی وجہ دمشق میں ایک مکتبہ میں لائبریرین کے فرائض سرانجام دیتے تھے یہ تفسیر حدیث اور فقہ شافعی کے بہت بڑے عالم دین تھے۔ امام خازن آبائی لحاظ سے حلب شام سے تعلق رکھتے تھے لیکن ان کی پیدائش بغداد میں ہوئی سنہ ولادت 678ھ بمطابق 1280ء ہے اکثر زندگی دمشق شام میں گزاری اکابر علما سے علم حاصل کیا ساری زندگی تعلیم اور تالیف مین گزاری جبکہ ان کی وفات 741ھ بمطابق 1341ء حلب شام میں ہوئی۔

18۔ الخازن، علی بن محمد، تفسیر الخازن، طبع دار الکتب العربیہ، پشاور، ص 343۔

امام خازنؒ کا موقف بھی یہی ہے کہ مسلمان اس بات پر متفق ہے کہ مسلمان مرد چار عورتوں سے زائد کو اپنے نکاح میں نہ رکھیں۔

ابن قدامہ حنبلیؒ[19] لکھتے ہیں:

"أجمع أهل العلم على هذا ولا نعلم أحدا خالفه إلاشيئا يحكي عن القاسم بن إبراهيم أنه أباح تسعا لقول الله (فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاء مَثْنٰى وَثُلاَثَ وَرُبَا عَ) والواو للجمع ولأن النّبي مات عن تسع وهذا ليس بشيء لأنه خرق للإجماع وترك .."۔[20]

"ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس کی مخالفت کی ہو اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے لیکن جو قاسم بن ابراہیم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نو کی اجازت اللہ کے فرمان عورتوں میں سے جو تم کو اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو دو دو تین تین چار چار واؤ جمع کے لئے ہے اور اس وجہ سے بھی کہ رسول اللہ جب فوت ہوئے تو ان کی نو بیویاں تھیں اس کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ یہ اجماع کے مخالف اور خلافِ سنت ہیں"۔

امام ابن قدامہؒ کے مطابق چار شادیوں پر تمام اہل علم اور تمام مسلمان عمل پیرا رہے ہیں اور متفق الرائے بھی۔ آپ نو شادیوں کی اجازت کا جواب دیا کہ یہ بات قابل قبول نہیں ہے کیونکہ یہ اجماع کے مخالف اور خلافِ سنت قول ہے۔ چار شادیوں کی اجازت پر پوری امت متفق ہے اور کسی حد تک عمل پیرا بھی ہے۔

19۔ موَفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن احمد بن محمد ابن قُدَامۃ المقدسی الحنبلی العدوي القرشي المقدسی الصالحِی آپ کی پیدائش 1147ء اور وفات 28 اکتوبر 1223ء ہے۔ شیخ الاسلام، محدث، فقہ حنبلی کے عالم اور امام، فقیہ، قاضی اور مفکر تھے۔ فقہ حنبلی کے جدید فقہی مسائل پر بیشتر کتب تصنیف کیں اور امام ابن قدامہ حنابلہ کے عظیم ترین فقہا میں سے ایک ہیں۔ ابن قدامہ کی تصنیف کتاب المغنی فقہ حنبلی کی بنیادی کتب میں شمار کی جاتی ہے۔

20 ۔ المقدسی، ابن قدامہ، المغنی ویلیہ الشرح الکبیر، دار الکتب، بیروت، ج7، ص336۔

مشہور ماہر انسانیات جارج مرڈاک (Murdock) کی رائے:

مشہور ماہر انسانیات جارج مرڈاک (Murdock) نے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں اپنی رپورٹ 1949ء کے مطابق دنیا کی 554 قوموں میں سے 415 میں تعدّدِ ازواج کا رواج بتایا ہے۔[21] جارج مرڈاک کی دوسری رپورٹ کے مطابق 250 تہذیبوں یا معاشروں میں سے 193 میں تعدّدِ ازواج (Polygamy) کا رواج پایا گیا ہے۔[22]

اس رپورٹ کے پیش نظر تعدّدِ ازواج کی اصلیت نکھر کے سامنے آجاتی ہے کہ اس روایت کو مسلمانوں سے منسوب کرنا سراسر زیادتی ہے۔

تعدّدِ ازواج میں چند قابل ذکر اور اہم رکاوٹوں کا تجزیاتی مطالعہ:

آج کل ہمارا معاشرہ جس نہج چل پڑا ہے اس نے تعدد ازواج کی حیثیت کو بہت گرا دیا ہے۔ جس کی بے شمار وجوہات ہیں جن میں قابل ذکر خاندان اور سماج کا دباو، معاشی دباو، سوشل میڈیا، مسلمانوں کی دین اسلام سے دوری اور چند حکومتی قوانین وغیرہ شامل ہیں۔ زیرِ مطالعہ مضمون میں اس تصور کے راستے میں حائل کچھ رکاوٹوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے وہ سوشل میڈیا، دین سے دوری اور حکومتی قوانین ہیں۔ رائے عامہ کے لیے جنوبی پنجاب کے دو شہروں بہاولپور اور لیاقت پور کا انتخاب کیا گیا ہے۔ عوام النّاس سے رائے سوالنامہ کی صورت میں لی گئی ہے۔ سوالنامے میں امیدواروں (Participants) سے سوالات کا آغاز ان کی عمر، پیشہ، رہائش، تعلیم، جنس، ازدواجی حیثیت اور مرد کی صورت میں ازواج کی تعداد سے کیا گیا ہے۔ نمونہ کا سائز لوگوں کی تعداد بتاتا ہے جن سے مواد اکٹھا کیا ہوتا ہے، اس تحقیقی کام (Research Work) کا سائز 571 افراد پر مشتمل ہے۔ سروے بتائے گا کہ سماج تعدّدِ ازواج میں کس طرح رکاوٹیں ڈالتا ہے؟ نیز ان رکاوٹوں کا حل قرآن وحدیث کی رہنمائی میں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ سروے کے نتائج اگلے صفحہ پر گراف کی شکل میں ملاحظہ کیجیے۔

---

21 Encyclopaedia Britannica, 1983. Vol 7,P155.

22 Ibid.

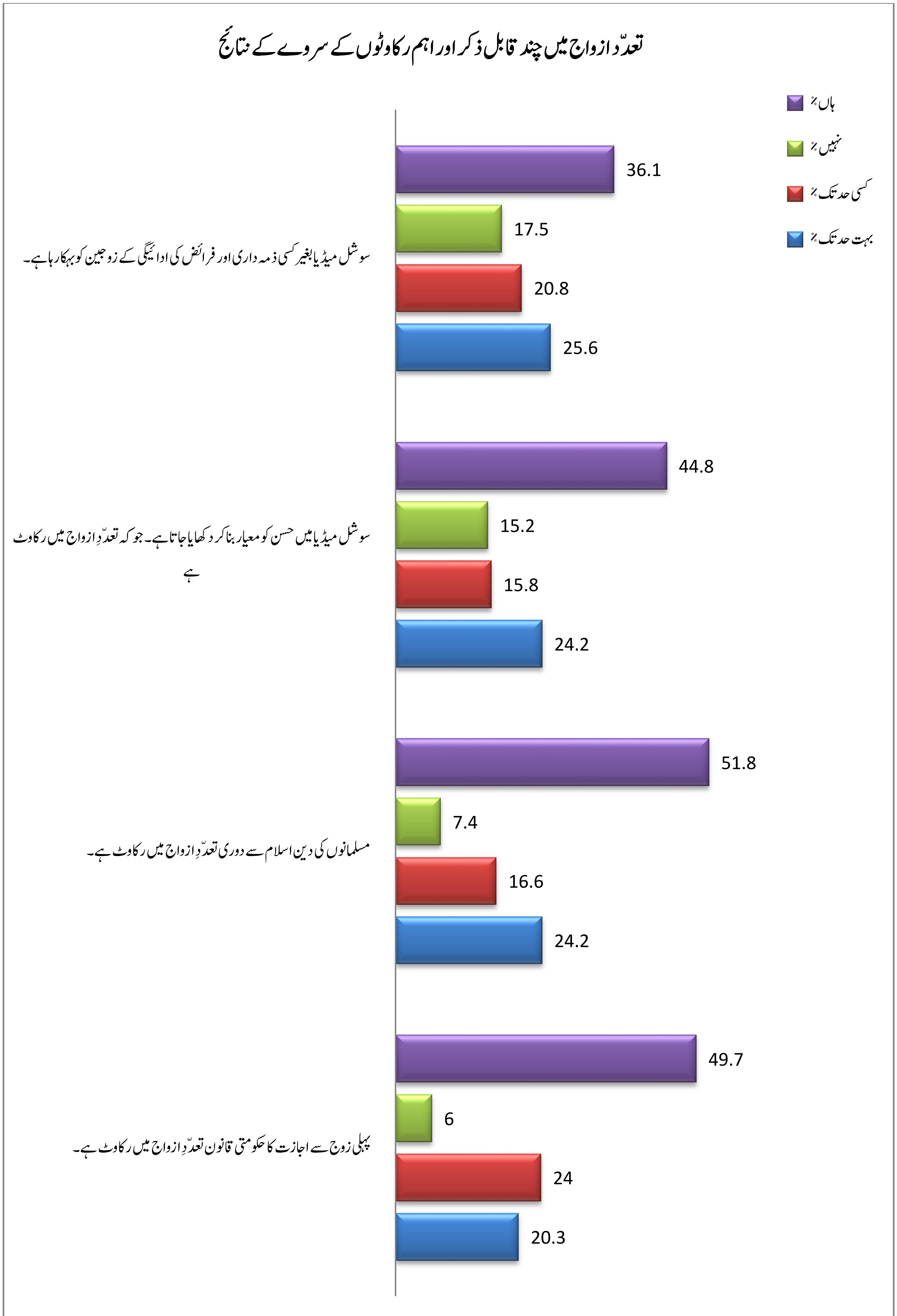
تعدّدِ ازواج میں چند قابل ذکر اور اہم رکاوٹوں کے سروے کے نتائج
ہاں٪
نہیں٪
کسی حد تک٪
بہت حد تک٪
سوشل میڈیا بغیر کسی ذمہ داری اور فرائض کی ادائیگی کے زوجین کو بہکا رہا ہے۔
36.1
17.5
20.8
25.6
سوشل میڈیا میں حسن کو معیار بنا کر دکھایا جاتا ہے۔ جو کہ تعدّدِ ازواج میں رکاوٹ ہے
44.8
15.2
15.8
24.2
مسلمانوں کی دین اسلام سے دوری تعدّدِ ازواج میں رکاوٹ ہے۔
51.8
7.4
16.6
24.2
پہلی زوج سے اجازت کا حکومتی قانون تعدّدِ ازواج میں رکاوٹ ہے۔
49.7
6
24
20.3

سروے کے نتائج کے مطابق تعدّدِ ازواج میں سوشل میڈیا، دین سے دوری اور اور حکومت پاکستان کا پہلی زوج سے اجازت کا قانون بڑی اور اہم رکاوٹیں ہیں۔ اب ان رکاوٹوں کا حل بالترتیب پیش کیا جارہا ہے:

تعدّدِ ازواج میں سوشل میڈیا کی طرف سے درپیش رکاوٹوں کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں:

سروے کے نتائج سے ثابت ہوا کہ سوشل میڈیا تعدّدِ ازواج کی بہت سی رکاوٹوں میں سے ایک اہم رکاوٹ ہے۔ سوشل میڈیا بغیر کسی ذمہ داری اور فرائض کی ادائیگی کے زوجین کو بہکا رہا ہے۔ سوشل میڈیا میں حسن کو معیار بنا کر دکھایا جاتا ہے جو کہ تعدّدِ ازواج میں رکاوٹ ہے۔ آج کے دور میں سوشل میڈیا کی اہمیت کو اس لئے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا سوشل میڈیا معاشرے میں اس حد تک اثر انداز ہو چکا ہے کہ شائد ہی کوئی اور شے یا ذریعہ ہو جو افراد کے ذہنوں پر اتنا تیز اثر کرتا ہو جتنا آج کا سوشل میڈیا اپنے نتائج اخذ کر رہا ہے۔ انٹرنیٹ تک آسان اور کم خرچ رسائی کی وجہ سے عوامی سطح پر سوشل میڈیا کا استعمال اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ اسکے معاشرے پر اثرات پرنٹ(Print) اور الیکٹرانک میڈیا سے کہیں زیادہ تیز اور مؤثر ہیں خصوصاً نوجوان نسل میں خواہ وہ تعلیم یافتہ ہے یا غیر تعلیم یافتہ یہ یکساں طور پر مقبولیت اختیار کر چکا ہے۔

سوشل میڈیا کی تیزی سے بڑھتی مقبولیت کی بڑی وجہ عوام الناس کی آسان رسائی اور شمولیت ہے۔ دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی معلومات ویڈیوز(Videos) یا دیگر مواد اپ لوڈ(Upload) ہوتا ہے تو اسے دنیا کے ہر کونے سے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی فرد اس طرح کا مواد یا اپنے خیالات یا نظریات دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے تو اسکو اس کام کے لئے بھی پورا موقع میّسر ہے۔

مذہبی گروہوں میں ہمیشہ سے یہ تقرار چلی آرہی ہے کہ نیٹ یا سوشل میڈیا کو استعمال کیا جائے یا نہیں۔ بعض مذہبی گروہوں کے مطابق سوشل میڈیا بری طرح معاشرے کی خرابی کا باعث ہے لہٰذا اس کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔ دینی رہنماوں کی عدم دلچسپی کے نتیجہ میں دین سے تعلق رکھنے والے افراد کی بہت بڑی تعداد نے طویل عرصے تک سوشل میڈیا سے گریز کیا۔ جس سے اسلام کے خلاف پروپگنڈہ کرنے والوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع ملا۔ ایک طویل عرصے تک مسلمانوں کی انٹرنیٹ سے دوری کا فائدہ نہ صرف اسلام دشمنوں اور مغرب زدہ طبقے بلکہ ایسے عناصر نے بھی اٹھایا جنہوں نے کھل کر نہ صرف اسلام کا منفی تاثر قائم کرنے کی کوشش کی اور سوشل میڈیا پر اسلامی تشخص کو شدید نقصان پہنچایا۔

مسئلہ تعدّدِ ازواج پر اہل مغرب نے ہمیشہ سے بہت زیادہ تنقید اور اعتراضات کیے ہیں۔ اسلام کے اس مضمون کو لے کر انہوں نے اسلام کو عورتوں پر ظلم وزیادتی والا مذہب قرار دیا ہے۔ ہمارے کچھ علماء حضرات بھی اہل یورپ کے ان الزامات کو بڑھاوا دینے میں سرفہرست ہیں جو تعدّدِ ازواج کے بلا شرط قائل ہیں۔ اسلام نے تعدّدِ ازواج کی اجازت ہی اس شرط پر دی ہے کہ جو

مرد اپنی بیویوں میں عدل ومساوات قائم رکھ سکتا ہو وہی تعدّدِ ازواج کا اہل ہے۔ عرب کے امراء بھی اسلام سے پہلے تعدّدِ ازواج کی رسم کے قائل تھے۔ ان کے مابین تعدّدِ ازواج شرافت، مالداری اور جواں مردی کی علامت تھی۔ ان میں جو مرد زیادہ سے زیادہ شادیاں کرتا تھا اس کو جواں مرد، مالدار اور شریف انسان سمجھا جاتا تھا۔ ان کی رسم سے معاشرے میں خاندانی وعائلی نظام تباہی کا شکار تھا۔ پھر جب عرب میں اسلام آیا تو اسلام نے عورت کو عزت دی اور تعدّدِ ازواج کو چار شادیوں میں محدود کر دیا۔ جس میں قانونی طور پر عدالت ومساوات جیسی شرائط لاگو تھیں۔ ارشاد ربانی ہے:

"فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلاَّ تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً"۔[23]

تعدّدِ ازواج پر عدل ومساوات اور اتفاق جیسی شرائط کا لاگو ہونا ثابت کرتا ہے کہ اسلام تعدّدِ ازواج کو بڑھاوا نہیں دیتا بلکہ اس پر حدود وقیود لگاتا ہے۔ "فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة" اس آیت مبارکہ سے انسان خود دوسری تیسری یا چوتھی شادی کے بارے میں سوچنے سے قبل مادی، نفسیاتی اور معاشی نتائج پر غور کرتا ہے کہ وہ تمام بیویوں میں یکساں برتاؤ کر سکتا ہے یا نہیں؟ ان کی اولاد کی بہترین تعلیم وتربیت کر سکتا ہے یا نہیں؟ ان پر بافراغت خرچ کرنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اسے چاہئے کہ وہ صرف ایک بیوی پر اکتفا کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ صرف تعدّدِ ازواج میں عدل ومساوات ضروری نہیں ہے بلکہ عدل ومساوات کو برقرار رکھنا ہر نکاح کے لیے ضروری ہے۔ اسلام میں تمام فقہی مذاہب کے فقہاء کے بقول وہ شادی حرام ہوگی جب شادی کرنے والے کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ وہ اپنی بیوی پر ظلم کرے گا کیونکہ ظلم حرام ہے اور جو چیز ظلم کی طرف رہنمائی کرے وہ بھی حرام ہے۔ چنانچہ عدل ومساوات صرف تعدّدِ ازواج میں مطلوب نہیں بلکہ یہ ہر شادی کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا جو انصاف نہیں کر سکتا اسے چاہئے کہ شادی نہ کرے اور اسے اپنے نفس پر قابو رکھنا چاہئے تاکہ زنا سے بچ سکے۔ تعدّدِ ازواج انسانی مصلحتوں کے لیے لازم ہے، اسلام کے ابتدائے ایام میں مومن مرد کفار ومشرکین سے جنگ کرتے تھے جن میں کثرت سے مسلمان شہید ہو جایا کرتے تھے اور ان کے شہادت کے بعد ان کی اولاد اور ان کی بیویاں بے یار ومددگار رہ جاتی تھیں ان کی حفاظت کے لیے اسلام نے تعدّدِ ازواج کو اہم ذریعہ پایا۔ اسی طرح ان عورتوں کے لیے بھی تعدّدِ ازواج اہم ذریعہ تھا جو اسلام قبول کر چکی تھیں لیکن ان کے شوہروں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ جب وہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئیں تو ان کی حفاظت کے لیے بھی تعدّدِ ازواج ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوا جیسا کہ قرآن میں ہے:

---

23 ۔النساء3:4۔

"يأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّفَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِلَاهُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوامَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُواذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ"-[24]

اس آیت میں اللہ تعالی ایمان والوں سے مخاطب ہیں کہ جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو تم ان کا اچھے سے امتحان لے لو لیکن اللہ ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔امتحان کے بعد جب واضح ہو جائے کہ یہ مومن عورتیں ہیں تو ان کو کفار کے سپرد نہ کرو کیونکہ اب وہ اپنے سابقہ کافر شوہروں کے لیے جائز نہیں ہیں اور نہ کافر شوہر ان کے لیے جائز ہیں۔جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہے وہ ان کو واپس کر دو، جب تم ان سے نکاح کر کے حق مہر ادا کر دو تو تم کو گناہ نہیں ہو گا۔

تعدّدِ ازواج کو اسلام نے یتیم بچوں کے مال کی حفاظت، ان کی پرورش اور ان پر ظلم وزیادتی ختم کرنے کے لیے جائز کیا ہے، قرآن کا فرمان "وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا" اور "اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے درمیان عدل قائم نہیں کر سکو گے تو نکاح کر لو"۔ انسانی مصلحتوں میں شامل ہے کہ مطلقہ و بیوہ سے نکاح، یتیم بچوں کی تعلیم وتربیت، پہلی بیوی کا بیمار ہونا یا بانجھ پن وغیرہ۔ ان تمام وضاحتوں سے معلوم ہوا کہ دین اسلام خاص انسانی مصلحتوں کے لیے تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے۔

المرأۃ العربیۃ فی مفہوم الدّین والواقع اونلدین" کی مصنفہ جمانۃ طہ جو کہ مشہور ومعروف اسلامی مفکرہ ہیں اپنی کتاب میں لکھتی ہیں کہ:

"شریعت اسلام میں تعدّدِ ازواج فی نفسہ مطلوبہ نہیں ہے اور ناہی اسے خواہشات نفسانی کے لئے مشروع کیا گیا ہے جیسا کہ تعدّدِ ازواج اسلام سے قبل تھا، بلکہ تعدّدِ ازواج انسانی ضرورت یا انسانی مشاکل کے لئے شروع کیا گیا"۔[25]

---

24 ۔المتحنہ 10:60۔

25 ۔طہ، جمانۃ امین، المرأۃ العربیۃ فی منظور الدین والواقع اونلدین، اتحاد الکتاب العربی، دمشق 2004، ص 185۔

دوسری، تیسری یا چوتھی شادی کو سوشل میڈیا برائی کے طور پر دکھاتا ہے۔ اس میں پہلی بیوی پر ظلم وستم دکھایا جاتا ہے اور اس کو مظلوم اور بے بس دکھاتا ہے نیز اس کے ارد گرد کے تمام افراد کی ساری ہمدردیاں اور دلاسے اسی کے لیے دکھائے جاتے ہیں۔ دوسری اور تیسری شادی کرنے والے مرد اور عورت کو بہت منفی سوچ کا حامل انسان دکھایا جاتا ہے۔ اس کے کردار کو لالچی اور خود غرض دکھایا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا میں حسن کو معیار بنا کر دکھایا جاتا ہے اور لوگوں کی ذہن سازی حسن کے مطابق ہوتی ہے۔ سوشل میڈیا کی آسان رسائی سے بہت سی اخلاقی برائیاں پھیل چکی ہیں جن میں چھپی دوستیاں سر فہرست ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور ائمہ کرامؒ اسلام کی تعدّدِ ازواج کی تعلیم پر ہمیشہ سے عمل پیرا رہے ہیں لیکن جب اسلامی دنیا علمی انحطاط کا شکار ہو گئی تو لوگ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر شرعات و تعلیمات وغیرہ پر عمل کرنا شروع ہو گئے اور اسلام کے قوانین سے کافی حد تک دور ہو گئے۔ اسلام نے تعدّدِ ازواج کو انسانی مصلحت کی وجہ سے جائز قرار دیا تھا۔ جبکہ لوگوں نے معاشرتی مصلحتوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ تعدّدِ ازواج کا مسئلہ اسلام مخالف قوتوں کا خاص موضوع بن گیا ہے۔ مغربی سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا پوری دنیا میں تعدّدِ ازواج کو اور مسلمانوں کو بدنام کرنے میں مصروف عمل ہے۔ مستشرقین نے بے شمار لیٹریچرز (Literatures)، مقالے اور تحقیقی مقالاجات لکھے جا چکے ہیں۔ سوشل میڈیا پر بھی آزاد خیالی / حریت پسندی (Liberalism) اور تحریک نسواں (Feminism) کے علمبردار بھی اس مدعے پر ہمہ وقت اپنی عصبیت کا ثبوت دیتے ہیں ایسے میں علماء و دانشوران کے ساتھ ساتھ عالمات اور معلمات نیز تعلیم یافتہ خواتین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ تعدّدِ ازواج کی اباحت، شرائط، مصلحتوں اور اسرار ورموز کو ہر زبان اور ہر پلیٹ فارم کے ذریعہ سے دنیا تک پہنچائیں نیز تعدّدِ ازواج کو مدعا بنا کر کئے جانے والے اعتراضات، اتہامات اور الزامات کا بھی خالص علمی وعقلی انداز سے جواب دیا جائے۔

تعدّدِ ازواج میں دین سے دوری کی وجہ سے درپیش رکاوٹوں کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں:

سروے کے نتائج سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی دین اسلام سے دوری تعدّدِ ازواج میں بہت بڑی اور اہم رکاوٹ ہے۔ تعدّدِ ازواج میں جہاں معاشی اور معاشرتی رکاوٹیں ہیں وہاں سب سے بڑی رکاوٹ خود لوگوں کی طرف سے دین سے دوری بھی ہے، لوگ خود بھی اس پر عمل نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ تعدد ازواج کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کی بنیادی وجہ بھی دین سے دوری ہے، معاشی تنگی کا خوف بھی دین کی دوری اور دینی تعلیمات سے ناواقفیت اور شادی کرنے پر وسعت رزق کے حوالے سے قرآن وحدیث کی تعلیمات سے لاعلمی یا ان پر یقین کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

معاشرتی روکاٹیں جس میں پہلی بیوی کی طرف سے رکاوٹ کی وجہ بھی عورتوں کا دین سے دور ہونا اور تعدّدِ ازواج کے حوالے سے شوہر کے حقوق واختیارات سے لاعلمی ہے۔ عورتیں یہی سمجھتی ہیں کہ میرے ہوتے ہوئے مرد کو دوسری شادی کا کیا حق ہے اور کیا ضرورت ہے؟

والدین (چاہے مرد کے ہوں یا عورت کے) کی طرف کثیر زوجگی کی اجازت نہ دینا اور دوسری شادی کو ایک عیب اور پہلی بیوی سے بے وفائی قرار دینا بھی محض اس وجہ سے ہوتا ہے کہ انہیں اسلامی شریعت سے واقفیت ہی نہیں ہوتی۔ انہیں کسی نے یہ بتایا ہی نہیں ہوتا کہ تعدّدِ ازواج کے حوالے سے قرآن وحدیث کیا کہتے ہیں یا اس میں کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں یا مرد کے لئے یہ کیوں اور کس حد تک ضروری ہے؟ بلکہ پہلی بیوی کے والدین کو تو اس حوالے سے قطعاً رکاوٹیں نہیں ڈالنی چاہئیں بلکہ انہیں تو سوچنا چاہیے کہ بجائے اس کے کہ ان کی بیٹی کا شوہر کسی غیر عورت سے ناجائز تعلقات قائم کرتا اور حرام کاری میں مبتلا رہتا اس نے ایک جائز اور شریعت کا عطاء کردہ حق استعمال کیا جو اس کی پاکدامنی کا ذریعہ بھی ہے اور حقوق زوجیت کے حوالے سے اپنی پہلی بیوی کے حقوق کا تحفظ بھی۔

معاشرے کے دیگر طبقات کی طرف سے رکاوٹوں کی بنیادی وجہ بھی دراصل ان طبقات کا دین سے دور ہونا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ معاشرہ ہر روز لاتعداد ایسے واقعات دیکھتا ہے کہ کہیں رضامندی سے اور کہیں جبراً جنسی درندے بنت حوا کی عزتیں تار تار کر رہے ہیں، ہر روز کسی نہ کسی کی عزت سرعام نیلام ہورہی ہوتی ہے، آئے روز والدین اپنی بیٹیوں کی وجہ سے معاشرے میں ذلیل ورسوا ہورہے ہیں، کہیں والدین تو کہیں بیٹیاں عزت لٹوا کر خودکشیاں کررہی ہیں۔

ہر فرد اس صورت حال سے نکل کر باعزت زندگی جینا چاہتا ہے مگر اس حوالے سے اسلامی تعلیمات سے راہنمائی نہیں لینا چاہتا۔ اس کا واحد حل یہی ہے اسلام کے مزاج کے مطابق شادی کو آسان کردیا جائے اور اگر کوئی مرد کثیر الزوجگی کو اختیار کرنا چاہتا ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہ کھڑی کی جائے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اس کے ساتھ مکمل تعاون کیا جائے۔

اس طرح قانونی یا حکومت کی طرف سے رکاوٹ کا بنیادی سبب بھی مقننہ اور عدلیہ کا دین اسلام کے احکامات سے ناواقفیت ہے۔ اسمبلی ایک قانون ساز ارادہ ہے اور حال یہ ہے کہ اراکین پارلیمنٹ ماسوائے چند اسلام کے بنیادی احکام ہی سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بعض کو اسلام کے بنیادی فرائض تک کا علم نہیں ہوتا اور بعض قرآن کریم کی چھوٹی سی سورت بھی پڑھنے سے عاجز ہیں۔ اس صورت حال میں کیا کوئی توقع کرسکتا ہے کہ دیگر معاملات سمیت تعدّدِ ازواج کے حوالے سے کوئی مثبت قانون سازی ہوگی۔ لہٰذا یہاں بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے افراد کو منتخب کرانا چاہئے جو اسلامی تعلیمات واحکامات سے بخوبی واقف

ہوں یا انتخابات میں حصہ لینے والے افراد کے لئے اسلامی نصاب متعین ہونا چاہیے تاکہ ہر رکن پارلیمنٹ اس نصاب کو پڑھ کر قانون سازی میں حصہ لے اور اسلامی اصولوں کے مطابق قانون سازی ہوسکے۔

اسی طرف عدلیہ جو قانون کی تشریح کا اختیار رکھتی ہے وہاں بھی فیصلے انگریز دور کے قانون کے مطابق ہوتے ہیں، فاضل ججز حضرات بھی ماسوائے چند ایک کے کم ہی اسلامی تعلیمات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور اگر واقف ہو بھی تو اپنی تشریحات کو فوقیت دیتے ہیں اور انہیں حرف آخر سمجھتے ہیں۔ یہاں بھی ضروری ہے کہ اسلام کی قدیم تشریحات کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔ حال ہی میں ایک کیس میں پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرنے پر مرد کو سزا سنائی گئی جو کہ سراسر اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ اسلام میں میاں بیوی میں ہر ایک کے حقوق ضرور متعین کئے گئے اور دوسرے شادی کے لئے کچھ پابندیاں لگائی گئیں، اور ایک اخلاقی فرض کے طور پر مرد کو کہا گیا ہے کہ زوجہ اوّل کی رضامندی حاصل کرے تاکہ گھر اور گھرانے کا ماحول پر آشوب نہ ہو، لیکن پہلی بیوی سے اجازت قطعاًضروری قرار نہیں دی گئی۔

لہٰذا اگر ان طبقات کی صحیح معنوں میں اسلامی خطوط پر تعلیم کا بندوبست کیا جائے اور اس حوالے سے اسلامی احکام سے روشناس کرایا جائے تو عدمّ تعاون کی اس کیفیت کو تعاون میں یا کم از کم عدمّ برداشت کو برداشت میں بدلا جاسکتاہے۔ لہٰذا دینی تعلیم اور تربیت اور اسلامی احکامات سے کی ترویج وہ واحد حل ہے جس سے یہ تمام رکاوٹیں ختم ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ تعلیم اور شعور انسان ہی انسان کو حیوان سے ممتاز کرتاہے، اور انسانوں میں وجہ امتیاز بھی یہی تعلیم ہی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ"۔

ترجمہ: ’’ان سے پوچھو! کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہوسکتے ہیں؟‘‘[26]

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تعلیم وتربیت کو ابتدا ہی سے بنیادی اہمیت دی اور حصولِ علم کو مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں ولازمی قرار دیا۔ قرآن وحدیث میں علم کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حصولِ علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ خود نبی کریم ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس کا آغاز بھی لفظ اقراء (پڑھو) سے ہوا۔

تعدّدِ ازدواج میں حکومتی قانون کی طرف سے درپیش رکاوٹوں کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں:

سروے کے نتائج سے واضح طور پر یہ ثابت ہوا ہے کہ تعدّدِ ازدواج کی تمام تر رکاوٹوں میں سے ایک اہم اور توجہ طلب رکاوٹ پہلی زوج سے اجازت کا حکومتی قانون ہے۔ عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء کی دفعہ نمبر 6 میں موجود ہے کہ کوئی بھی شخص ثالثی

---

26 ۔ الزمر 9:39۔

کونسل کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر ایک بیوی پر دوسری کرکے نہیں لا سکتا۔ انہیں ایسی بے اجازت شادی آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ کی جائے گی۔ یونین کونسل کے چیئرمین کو جب درخواست موصول ہو تو وہ درخواست گزار اور اس کی موجودہ بیوی موجودہ بیویوں سے ایک ایک نمائندہ اپنی طرف سے ثالثی کونسل میں نامزد کرنے کو کہے۔ کونسل اگر مطمئن ہو کہ مجوّزہ شادی ضروری اور انصاف پر مبنی ہے تو اس کی اجازت دے سکتی ہے۔ کونسل کو اپنی اس اجازت دہی کی وجوہات ضبط تحریر میں لانا پڑیں گی۔[27]

کچھ عرصے تک 1961ء کے اس آرڈیننس کے خلاف ورزی پر سزا کی کارروائی ممکن نہیں ہو سکی۔ دفعہ 21 کے مطابق اس آرڈی نینس کی خلاف ورزی کے جرائم کی شکایت لوکل کونسل دائر کر سکتی تھی لیکن چونکہ تمام کونسل ختم کر دی گئی تھیں۔ 1986ء میں پنجاب میں 1988ء میں سندھ میں دفعہ 21ویں ترمیم کی گئی۔[28]

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آرڈیننس کے حقیقی نفاذ کو بھی کافی عرصہ گزر چکا ہے، کیا اس پابندی سے دوسری شادی کے ذریعے پہلی بیوی کا استحصال کم ہوا یا اس کا تناسب پہلے سے بڑھا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ کا یہ حقیقی حل نہ تھا بلکہ مغرب کی وہی آواز تھی جو وہ (قانونی) تعدّدِ ازواج کے خلاف ہمیشہ اٹھاتا رہا۔ فرق محض اتنا تھا کہ اب وہ مغرب زدہ مسلم خواتین کے ذریعے بلند کی گئی تھی۔ عائلی قوانین کو استعماری اثرات کے سانچے میں ڈھالنے کا وہ سلسلہ تھا جس کی لہر کی مسلم ممالک سے بلند ہو رہی تھی۔[29]

لیکن یہ دوسری شادی کی مشروط اجازت کی قدر وقیمت کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکے۔ تاہم اس غلط استعمال کے باوجود تعدّدِ ازواج 3 فیصد زیادہ نہیں ہے۔ مزید یہ عورتوں میں تعلیم کی اشاعت وفروغ اور صحیح اسلام کی مصلحانہ تفہیم کی وجہ سے اب تعدّدِ ازواج کا رجحان روبہ زوال ہے۔[30]

مولانا امین احسن اصلاحیؒ[31] فرماتے ہیں:

---

27 ۔ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس، 1961 گزٹ آف پاکستان، ص201۔

28 ۔ حکومت پنجاب نوٹیفیکیشن نمبر ایس او، 2/74/88، 6 دسمبر 1988ء۔

29 ۔ فہیم الدین بنام صبیحہ بیگم ودیگر، پی ایل ڈی 1991، ایس پی 1074۔

30 ۔ اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی، ص27۔

31 ۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی پیدائش 1904ء وفات 15 دسمبر 1997ء ہے۔ مدرسہ فراہی کے ایک جلیل القدر عالم دین، مفسر قرآن اور ممتاز ریسرچ سکالر تھے۔ آپ نے کئی کتب لکھیں، مگر تفسیر تدبر قرآن، آپ کی وجہ شہرت ہے۔

"سورہ نساء کی آیت سے متعلق کمیشن کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ وہ ایک ہنگامی ضرورت کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد ازواج کی اجازت دینے کے لیے نازل ہوئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی اجازت تو پہلے ہی سے موجود تھی چنانچہ اسی اجازت کے تحت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں ایک سے زیادہ بیویاں تھی اور صحابہ میں بہت سے لوگوں نے ایک سے زیادہ نکاح کر رکھے تھے، آیت نے اجازت نہیں دی بلکہ سابق اجازت سے اس ایمرجنسی میں فائدہ اٹھانے کی مسلمانوں کی ہدایت کی جس سے اس وقت مسلمان دوچار تھے۔ اور مزید برآں اس نے سابق اجازت پر چند پابندیاں بھی عائد کر دیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہ نہیں ہوا کہ یہ یتیموں اور بیواؤں کی مصلحت سے مسلمانوں نے ایک سے زیادہ نکاح کرنے شروع کیے ہوں بلکہ ہوا یہ کہ جن کے نکاح میں چار سے زیادہ عورتیں تھیں انھیں ان کو طلاق دے دی اور جو لوگ عدل کا اہتمام نہیں کر رہے تھے وہ عدل کا اہتمام کرنے لگے۔ اس وجہ سے یہ کہنا تو بالکل ہی غلط ہے کہ اس آیت میں مسلمانوں کو محض یتیموں اور بیواؤں کی مصلحت کے تحت ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی تھی۔ اگر کہی جاسکتی ہے تو یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مسلمانوں کی تعدّدِ ازواج کی جو اجازت پہلے سے حاصل تھی اس آیت نے اس اجازت کو ایک خدمت اور آثار کے لیے استعمال کرنے کی تلقین کی وہ یہ کہ وہ اس کو یتیموں کی مصلحت کے لئے استعمال کریں تاکہ یہ یتیموں کا مسئلہ بھی حل ہو اور بیواؤں کی امداد اور پرورش کی ایک صورت پیدا ہو"۔[32]

مولانا اصلاحیؒ کے مطابق یہ مفروضہ بالکل بے معنی ہے کہ ہنگامی ضرورت کے موقع پر مسلمانوں کو تعدد ازواج کی اجازت دینے کے لیے سورہ النساء کی آیت نازل ہوئی تھی۔ آپ نے بہت تسلی بخش جواب دیتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ کہنا بالکل ہی غلط ہے کہ اس آیت میں مسلمانوں کو محض یتیموں اور بیواؤں کی مصلحت کے تحت ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی تھی۔

---

32 عائلی کمیشن رپورٹ پر علماء کا تبصرہ، 129.130۔

مفتی محمد شفیعؒ[33] فرماتے ہیں کہ:

" قرآن کا کھلا ہوا فیصلہ اس معاملے میں ہر مسلمان جانتا ہے کہ سورہ نساء کی آیت ۳ نے مسلمان کے لیے چار عورتوں تک بیک وقت نکاح میں جمع رکھنے کی اجازت دی ہے۔ رہا ان کا یہ کہنا کہ قرآن نے خود واضح کر دیا کہ یہ اجازت ان لوگوں کے لیے ہے جو ایک سے زائد بیویوں کے حقوق عدل و انصاف کے ساتھ پورے کر سکیں اور جو اس پر قادر نہیں اس کے لیے قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر تم بیویوں میں برابری نہ کر سکو تو پھر فرمایا کہ جو شخص ایک بیوی پر اکتفاء کرنا چاہے۔ سو یہ سوال ہی ہے جیسے قرآن نے نکاح کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایک بیوی کے نان نفقہ کی بھی قدرت نہیں رکھتا اس کو چاہئے کہ اس وقت تک نکاح نہ کرے جب تک اس کو اللہ تعالیٰ اتنی وسعت نہ عطا فرما دیں جس سے بیوی کا نفقہ ادا ہو سکے۔ اس لئے بالفعل اس کو صبر و عفت کے ساتھ زندگی گزارنا چاہئے۔ جن حضرات کو حق تعالیٰ نے فہم قرآن کی توفیق بخشی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں حکم ایک اخلاقی ہدایت نامہ کی حیثیت رکھتے ہیں کہ اس کی خلاف ورزی کرنے پر انسان گناہ گار اور محشر میں جوابدہ ہو گا۔ ان دونوں آیتوں میں نکاح پر کوئی قانونی پابندی نہیں کہ نکاح کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔ اور یہ اخلاقی ہدایت جیسے ازدواج ثانی پر ہے۔ اسی طرح پہلے نکاح پر بھی ہے"۔[34]

مندرجہ بالا اقتباس میں مفتی شفیعؒ فرماتے ہیں ہر مسلمان جانتا ہے کہ سورہ نساء کی تیسری آیت میں مسلمان مرد کو چار عورتوں کو ایک وقت میں اپنے نکاح میں جمع رکھنے کی اجازت ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس اجازت کہ اصل حق دار صرف وہی مرد حضرات ہیں جو ایک سے زائد بیویوں کے حقوق عدل و انصاف کے ساتھ پورے کر سکیں اور جو اس پر قادر نہیں اس کے لیے

33۔ مفتی محمد شفیع بن محمد یاسین عثمانی دیوبندی 1897 میں پیدا ہوئے۔ دار العلوم دیوبند میں مدرس رہے۔ آپ کا شمار دارالعلوم دیوبند کے اہم اساتذہ میں ہوتا تھا، 1943ء میں جامعہ سے استعفیٰ دے کر تحریکِ پاکستان میں حصہ لیا۔ 1951ء میں کراچی میں دار العلوم بنایا۔ تفسیر معارف القران مشہور تصنیف ہے۔ 1976ء میں انتقال ہوا۔ مفتی محمد شفیع عثمانی تحریک پاکستان کے ایک اہم رہنما اور مفتی اعظم پاکستان تھے۔

34 مفتی محمد شفیعؒ، جواہر الفقہ، ج2، ص33،32۔

قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر تم بیویوں میں برابری نہ کر سکو تو پھر فرمایا کہ جو شخص ایک بیوی پر اکتفاء کرنا چاہے۔ نیز یہ کہ یہ دونوں حکم ایک اخلاقی ہدایت نامہ کی حیثیت رکھتے ہیں کہ اس کی خلاف ورزی کرنے پر انسان گناہ گار اور محشر میں جوابدہ ہو گا۔

مفتی صلاح الدین کاکاخیلؒ اس آرڈیننس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"جن اسلامی تعلیمات کی رو سے عقد ثانی ممنوع نہیں اور نہ کوئی برائی ہے، اس لئے ہر ایسی تجویز جو اس کو روکنے یا پابندیاں عائد کر کے عملاً ختم کر دینے کی ہو ہمارے نزدیک غلط ہے۔ اگر عقد اوّل کسی عدالت کی اور یہ قانون بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ لیکن اسکے ساتھ وہ یہ تجویز بھی دیتا ہے کہ پاکستان کے نافذ الوقت قانون میں ایک بیوی کی موجوگی میں دوسرے نکاح کی اجازت کے حصول کے لئے موجود نہ ہو زوجہ کی مرضی غیر منطقی اور غیر حقیقی ہے"۔[35]

اسلام میں شوہر کے لئے کہیں بھی دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا لازمی نہیں ہے۔ پہلی بیوی جب شادی کرتی ہے تو وہ دراصل چار بیویوں کے حق حاصل کر رہی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے جو بھی نئی بیوی آتی ہے، وہ پہلی بیوی کا حق نہیں لیتی، بلکہ اپنا حق واپس لیتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے تو یہ دھوکہ کیسے؟ پھر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خود زوجین میں مصلحت کے لئے غلط بیانی کو روا رکھا ہے۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"عن أَسماء بنت يزيد قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ كَذِبُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ"۔[36]

ترجمہ: "جھوٹ صرف تین امور کے لئے حلال ہے آدمی کا اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے جھوٹ بولنا اور جنگ میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے لئے جھوٹ بولنا"۔

35۔ جسٹس تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام، ج1، ص135،134۔

36۔ ترمذی، رقم الحدیث 1939۔

ے عَن أَسماء بنت يزيد قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: كَذِبُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

دوسری بات یہ ہے کہ عورت کا دوسری شادی کے خلاف ناراض ہونا ایک فطری عمل ہے، وہ اس کی اجازت کب دے گی اور وہ اجازت نہیں دے گی تو دوسری شادی کبھی ممکن نہیں ہوگی۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قانون نے دوسری شادی کا راستہ مسدود کر کے رکھ دیا ہے۔

اس سے قبل یہ بات یہ ثابت کی جاچکی ہے کہ اسلام میں ایک سے زیادہ شادیاں بلاشرط وقید مباح اور جائزہ نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے لئے کڑی شرائط وقیود عائد کی گئی ہیں، اور ان شرائط پر پورا نہ اترنے والے کو ایک شادی پر اکتفاوانحصار کرنے کا حکم ہے۔

نیز یہ شرعاً دوسری شادی کے لئے پہلی زوجہ کے طرف اجازت اور رضامندی ضروری نہیں ہے۔ تاہم یہ اخلاقی فرض ضرور ہے تاکہ گھر اور خاندان کا کسی ماحول بدمزگی اور بگاڑ کا شکار نہ ہو۔ لہٰذا ایک اسلامی ملک میں اس پر قدغن لگانا یازوجہ اوّل کی اجازت سے مشروط کرنا کسی طرح بھی جائزہ نہیں ہے۔ اور اہل علم اور ان کی لوگوں کی ذمہ داری ہے جو حکمرانوں میں اپنا اثر و تاثیر رکھتے ہیں کہ حکمرانوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس دلائیں۔ خلاف شریعت قانون سازی اللہ کے ہاں کتنا سنگین فعل ہے۔ اس کا اندازہ اس آیت سے لگایا جاسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "ہمارا حکم تھا کہ اہل انجیل اس قانون کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں. پھر اے محمدؐ! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اُس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے لہٰذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اُس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی اگرچہ تمہارا خدا چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا، لیکن اُس نے یہ اِس لیے کیا کہ جو کچھ اُس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے لہٰذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو آخر کار تم سب کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ پس اے محمدؐ! تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق اِن لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو ہوشیار رہو کہ یہ لوگ تم کو فتنہ میں ڈال کر اُس ہدایت سے ذرہ برابر منحرف نہ کرنے پائیں جو خدا نے تمہاری طرف نازل کی ہے پھر اگر یہ اس سے منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ نے اِن کے بعض گناہوں کی پاداش میں ان کو مبتلائے مصیبت کرنے کا ارادہ ہی کر لیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اِن لوگوں میں سے اکثر فاسق ہیں (اگر یہ خدا

کے قانون سے منہ موڑتے ہیں) تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں"۔[37]

دوسری طرف وطن عزیز کے حکمران طبقے کے ذہنوں میں یہ خیال ایک عقیدے کی مانند پھیلا ہوا ہے کہ ہماری بڑھتی ہوئی آبادی ہماری ترقی کی راہ میں حائل ہے مگر جب ہم بین الاقوامی منظر نامہ کا جائزہ لیتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ چین اور بھارت اس وقت آبادی کے لحاظ سے دنیا میں پہلے اور دوسرے نمبر پر ہیں، عرصے سے تیز ترین جی ڈی پی کے لحاظ سے بھی دنیا بھر میں ٹاپ پر ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر آبادی ہی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے تو یہ دونوں ممالک یہاں تک کیسے پہنچے؟

آج عالمی منظر نامے میں یہ ایک فرسودہ سوچ ہو کر رہ گئی کہ کثیر آبادی ترقی کی راہ میں حائل ہے مگر ہمارے منصوبہ ساز اب تک اسی نکتے پر اٹکے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم موجودہ آبادی کو اور مستقبل کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر نوجوان آبادی اور لامحدود وسائل کی بنیاد پر تربیت فراہم کرنے کی منصوبہ بندی کریں۔ بلاشبہ نوجوانوں کی تعلیم اور تربیت کا بہتر انتظام نہ ہو، انھیں ریاست کے معاشی نظام کا کارآمد حصہ نہ بنایا جاسکے تو یہ بڑھتی ہوئی آبادی کئی مسائل کو جنم دی سکتی ہے مگر اسی بڑھتی ہوئی آبادی کی مناسب تعلیم اور تربیت کی تھنک ٹینکس اور ریسرچ سینٹرز کے ذریعے موئثر پلاننگ کرلی جائے تو ان مسائل سے نمٹنا بھی آسان ہو جائے اور ہم اپنی افرادی قوت کو مثبت طور پر ملک کی ترقی کے لئے بھی استعمال کر سکیں۔

اسلامی معاشرے کی بنیاد مسلمان فرد اور خاندان ہے۔ اسلام نے انسانی اجتماعیت کے دونوں بڑے مسائل:

(۱) مرد اور عورت کا رشتہ۔

(۲) فرد اور اجتماع کے تعلق کو بڑی خوش اسلوبی سے حل کیا ہے۔

37۔ المائدہ 5:47 سے 50۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ (47) وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (48) وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُوْنَ (49) اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (50)

اسلام نے اپنی دعوت کا اوّلین مخاطب فرد کو بنایا ہے اور اس کے قلب و نظر کو ایمان کا گھوارا قرار دیتا ہے۔ فرد کی سیرت سازی اس کا پہلا ہدف ہے۔ فرد کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ اسلام اس کا رشتہ معاشرے سے جوڑتا ہے، اور اس کے لیے ایسے ادارے قائم کرتا ہے جو زندگی میں استحکام پیدا کر سکیں اور تمام انسانوں کی قوت و صلاحیت کو تعمیر و ترقی کے لیے استعمال کر سکیں۔ خاندان کا نظام محض انسانی تجربے کا حاصل اور ٹھوکریں کھانے کے بعد کسی موہوم معاشی مفاد کے حصول کا ذریعہ نہیں، بلکہ یہ پہلا انسانی ادارہ ہے جسے وحی کے تحت قائم کیا گیا اور جس سے انسانی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کا تناور اور پھل دار درخت اسی بیج کی پیداوار ہے۔ ارشاد ربّانی ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً"۔[38]

ترجمہ: "اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیے"۔

یہاں زوجی رشتے اور تناسل کے تخلیقی عمل کے تعلق کو واضح کر کے خالق کائنات نے اس ادارے کی ایک ابدی حکمت کی طرف انسان کو متوجہ کیا اور بعد ازاں خاندان کے دوسرے وظیفے، یعنی محبت، مودت اور سکینت کو نمایاں کیا۔

اسلام نے خاندان کو جو تقدس عطا کیا وہ منفرد ہے۔ قرآنِ پاک میں جو قانونی احکام ہیں ان کا دو تہائی صرف خاندان کے مسائل کے بارے میں ہے اور قرآن و سنت کی موجودگی کے بعد خاندان ہی ہمارا اصل قلعہ اور پناہ گاہ ہے جس کے حصار میں اُمّت نے بڑے سے بڑے فتنے کے مقابلے میں پناہ لی ہے۔ قرآن نے اس خاندانی نظام کو محفوظ ترین بنانے کے لیے اسے عزت و عظمت کا محافظ بنانے کے لیے اس کی پائیداری کے لیے تفصیل سے احکام دیے ہیں اور ہر اس معمولی سی دراڑ کو بھی بند کیا ہے جس سے اس محفوظ پناہ گاہ میں فتنہ یا شر داخل ہو سکتا ہے۔

یورپ اور امریکہ میں زوجی تعلقات نہایت ضعیف ہوتے چلے جارہے ہیں اور ضبطِ ولادت کی تحریک کے ساتھ ساتھ طلاق کا رواج اس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے کہ دراصل وہاں عائلی زندگی اور خاندانی نظام درہم برہم ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہے کہ:

38۔ النساء4:1۔

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا"۔[39]

ترجمہ: "اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو اور ان کو رزق دینے والے بھی ہم ہیں اور تم کو بھی، ان کو قتل کرنا ایک بڑی خطا ہے"۔

معاشی مشکلات کے خوف سے تخفیف آبادی کی اسلام سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ"۔[40]

ترجمہ: ”زمین میں چلنے پھرنے والی کوئی چیز ایسی نہیں جس کے رزق کا انتظام خدا کے ذمہ نہ ہو اور وہی زمین میں ان کے ٹھکانے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک کتابِ روشن میں لکھا ہوا موجود ہے"۔

مندرجہ بالا بحث ومباحثہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکومت پاکستان کو اسلامی تعلیمات اور قوانین کو مدّ نظر کر قوانین بنانے چاہیے۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ نسل کشی ناقابل معافی جرم ہے اور اس سے بچنے کے لیے تعدّدِ ازواج ضروری ہے۔

تجاویز وسفارشات:

1. ضرورت اس امر کی ہے کہ تعدّدِ ازواج کے مثبت پہلوؤں سے لوگوں کو روشناس کروایا جائے۔
2. پہلی زوجہ کی اسلامی تعلیمات کے مطابق ذہن سازی کی جانی چاہیے۔
3. پہلی اولاد کی بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق ذہن سازی کی جانی چاہیے۔
4. اس کے لئیے علماء اور میڈیا کو بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔
5. علماء کرام کو چاہیے کہ ازدواجی زندگی سے متعلق عوام الناس کو اسلامی زندگی سے روشناس کروائیں۔
6. ادیب، دانشوروں، اساتذہ، علماء کرام اور معاشرے کے تعلیم یافتہ افراد کو چاہیے کہ دوسری شادی کرنے والوں پر تنقید کو ناصرف رد کریں بلکہ ان کی حمایت کریں۔

---

39 ۔ بنی اسرائیل 31:17۔

40 ۔ ھود 6:11۔

7. حکومت پاکستان کو اسلامی قانون کے مطابق تعدّدِ ازواج پر لگائی گئی پابندیاں ختم کرنی چاہیے۔
8. حکومتی سطح پر متعدّد شادیوں کی صورت میں افراد کی معاشی کفالت اور وظائف دینے کی ضرورت ہے جیسا کہ سعودی عرب میں ہوتا ہے۔
9. مرد حضرات تعدّدِ ازواج کے خواہش مند ہوتے ہیں اس لیے جب پہلی بیوی اجازت نہیں دیتی تو وہ اکثر معاشرتی برائیوں کی طرف چلا جاتا ہے۔
10. مردوں کی تربیت کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ تعدّدِ ازواج کی سنت کو اپناتے ہوئے بے سہارہ، شوہر دیدہ اور بچوں والی خواتین سے نکاح کریں۔